فقہِ اسلامی میں ادب القاضی کی اہمیت

مجاہد الاسلام قاسمی

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رحمة للعالمين سيدنا محمد النبى الامى وعلى اله واصحابه اجمعين والتابعين لهم الى يوم الدين .اما بعد!

فقہ کی تعریف امام ابوحنیفہؒ نے ''**معرفة النفس مالها و ما عليها**،، کے الفاظ سے کی ہے۔یعنی انسان اپنے نفع ونقصان ،فرائض اور ذمہ داریوں کی معرفت جس علم کے ذریعہ حاصل کرے،اسے فقہ کہتے ہیں۔امام اعظم ابوحنیفہؒ کی یہ تعریف قدماء کی اس اصطلاح پر مبنی ہے جس میں اعتقادیات وعملیات دونوں ہی فقہ کہے جاتے تھے۔اسی لئے کلامی مباحث پر مشتمل امام ابوحنیفہؒ کی تصنیف ''**الفقه الاكبر**،، کے نام سے موسوم ہوئی۔علماء شوافعؒ نے ''ادلیہ تفصیلیہ کے ذریعہ حاصل کئے جانے والے احکام عملیہ شرعیہ کے علم '' کا نام فقہ قرار دیا۔فقہ کا لغوی مفہوم یا تو محض فہم اور سمجھنا ہے یا کسی متکلم کے کلام کی اصل غرض اور مغز کلام کو سمجھنا یا دقیق امور کی فہم ہے۔

واما اللغوى فقال الامام فى المحصول والمنتخب هو فهم غرض المتكلم من كلامه.وقال الشيخ ابراسحق فى شرح اللمع فهم الاشياء الدقيقة.فلا يقال فقهت ان السماء فرقنا.وقال الآمدى هو الفهم وهذاهو الصواب.فقد قال الجرهرى الفقه هو الفهم.تقول فقهت كلامك بكسر القاف افقهه بفتحها فى المضارع اى فهمت انهم .(شرح الامام جمال الدين الاسنرى المسمى نهاية السول فى شرح منهاج الوصول للبيضاوى ص۷)

<u>بہر حال تفقہ اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے۔جو اللہ اپنے منتخب بندوں کو دیتا ہے۔</u>

من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين(متفق عليه) اللہ اپنے جس بندے کو خیر سے نوازنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔اس لئے کہ بندہ دنیا وآخرت میں نفع بخش اور ضرررساں اعمال کی شناخت صحیح دینی فہم کے ذریعہ کرتا ہے۔اور اپنے فرائض وحقوق کو پہچانتا ہے۔اور فرائض وحقوق کی

شناخت اوراس کی ٹھیک ٹھیک بجا آوری پرہی دنیا میں عدل وتوازن کی بنیاد قائم ہے۔ جو دنیاوی زندگی میں امن وسکون کی ضمانت اور آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔ واضح رہے کہ سارے اعمال کی بنیاد اعتقادات پر ہے۔ اوراعتقاد کے اثرات اعمال پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اس طرح ''اموراعتقادیہ،، کاعلم۔۔ علم عقائد اور کلام کا موضوع ہے۔ اور شریعت کے عملی احکام فقہ کا موضوع ہیں۔ فقہ کی اساس کتاب وسنت کے فہم ۔اجماع اور سلف کے اقوال کی معرفت اور طرق اجتہاد وقیاس کے درک پر ہے۔ اس لئے فقہ وہ نازک باب ہے جو جملہ علوم دینیہ میں مہارت کا تقاضہ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام میں ہر زمانہ کی ذہین ترین اور عبقری شخصیات نے اپنی تمام ذہنی اور فکری صلاحیتیں اس علم کی تدوین پر صرف فرمادیں۔ اور آج ہمارے پاس سلف کی ان محنتوں کا قیمتی سرمایہ اور بیش قیمت خزانہ محفوظ صورت میں موجود ہے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا فقہ کا موضوع بہت وسیع ہے۔ اوراس کی وسعت انسانی زندگی کے سبھی گوشوں پر حاوی ہے۔ اسی لئے عبادات، معاملات تجارت اپنی تمام اقسام کے ساتھ، امور معاشرت نکاح وطلاق ونفقہ وغیرہ۔ مالی تصرفات، وقف، ہبہ، وصیت اور تقسیم میراث کے اصول اور دیگر سبھی امور فقہ کا موضوع ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اسلام کا نظام حکومت نصب امیر کا وجوب۔ امارت کے لئے ضروری اہلیت، امیر کے فرائض واختیارات۔ حکومت اسلامی کے انتظامی شعبہ جات، وزارت عمومی، وزارت مالیات، عاملین، عاشرین، والی مظالم، شعبہ احتساب اور دیگر انتظامی شعبے، مستقل فقہی مباحث کا موضوع ہیں۔ اسی طرح اسلام کا نظام عدل اپنا تفصیلی قانون رکھتا ہے۔ جو فقہ اسلامی کے چند اہم ترین ابواب میں سے ایک باب ہے۔ اسی لئے فقہاء اسلام نے سبھی کتب فقہ میں اسلام کے قانون قضائی کے بیان کے لئے مستقل باب باندھا ہے۔ اور اسلامی عدلیہ کے احکام کی تفصیل درج فرمائی ہے۔ لیکن موضوع کی وسعت اور ہمہ گیری کا تقاضہ تھا کہ آداب وقوانین قضا کے اس علم کو مستقل حیثیت دی جائے۔ اس کا احساس متقدمین فقہاء کو ہو چکا تھا۔ خصوصیت کے ساتھ امام ابو یوسفؒ جو اسلامی تاریخ میں پہلے قاضی القضاۃ ہیں۔ اوراس فن کا عملی تجربہ رکھتے ہیں، انھوں نے اسلام کے قانون قضائی اوراس کے عدالتی نظام کو ایک مستقل کتاب کا موضوع بنایا۔ صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے:

از مکافات عمل غافل مشو ☆☆☆ گندم از گندم بروید جو ز جو

ادب القاضی علی مذھب ابی حنیفۃ الامام ابی یوسف یعقوب بن ابراھیم القاضی المجتھد الحنفی المتوفی سنۃ اثنین وثمانین ومائۃ. وھو اول من صنف فیہ و املاء...... روی عنہ بشر بن الولید المریسی ومحمد بن سماعۃ الحنفی المتوفی سنۃ ثلاث و ثلاثین ومائتین(۲۳۶م)

یعنی امام ابو یوسفؒ متوفی ۱۸۲ھ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب املاء کرائی۔ اوران سے اس کتاب کی روایت ان کے دو شاگرد بشر ابن الولید المریسی اور محمد بن سماعۃ الحنفی متوفی ۲۳۳ھ نے کی ہے۔

اس کتاب کی شرح ابوجعفر محمد بن عبداللہ الہندوانی التوفی ۳۶۲ھ اورابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی التوفی ۴۸۳ھ اور برہان الائمہ عمر بن عبدالعزیز بن مازۃ المعروف بالصدر الشہید التوفی ۵۳۶ھ نے کی ہے۔ (ہدیۃ العارفین۔ اسماء المولفین وآثار المولفین لاسماعیل باشا البغدادی ۴۷۔۲/۷۶۔و۱/۸۳۳)

امام ابوحنیفہؒ کے دوسرے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانیؒ التوفی ۱۸۹ھ نے بھی اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی جس کا حوالہ متعدد مقامات پر ادب القاضی للخصاف کی شرح صدر شہید میں دیا گیا ہے۔ (دیکھئے ۲۱۵،۲۲۲،۲۲۴ شرح عمر بن عبدالعزیز بن مازہ)

امام ابوحنیفہ کے تیسرے شاگرد امام حسن بن زیاد اللولوی التوفی ۲۰۴ھ کی کتاب ادب القاضی کا تذکرہ ابن ندیم نے الفہرست میں کیا ہے (۳۰۲)۔۔فقہاء احناف کی اس موضوع پر دیگر قابل ذکر تفصیلات کی فہرست ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

۱۔ادب القاضی محمد بن سماعۃ التوفی ۲۳۳ھ (الفوائد البہیہ ص۱۷۰ مفتاح السعادۃ ۲/۲۶۱)

۲۔ادب القاضی للقاضی ابی حازم عبدالمجید بن عبدالعزیز الحنفی التوفی ۲۹۲ھ

۳۔ادب القاضی لابی جعفر احمد بن اسحاق الانباری متوفی ۳۱۷ھ۔ یہ تصنیف مکمل نہیں ہوسکی۔

۴۔ادب القاضی الامام ابوبکر احمد بن عمرو الخصاف التوفی ۲۶۱ھ۔امام خصاف کی یہ تصنیف نہایت جامع ہے۔۱۲۰/ابواب پر مشتمل یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع ترین کتاب ہے۔جسکی شرح امام ابوبکر احمد بن

علی الجصاص المتوفی ۳۷۰ھ، امام ابوجعفر محمد بن عبداللہ الہندوانی متوفی ۳۶۲ھ۔ امام ابوالحسین احمد بن محمد القدوری متوفی ۴۲۸ھ، امام شمس الائمہ عبدالعزیز بن احمد الحلوانی متوفی ۴۵۶ھ، امام برہان الائمہ عمر بن عبدالعزیز بن مازہ المعروف بالصدر الشہید متوفی ۵۳۶ھ، امام ابوبکر محمد المعروف بخواہر زادہ متوفی ۴۸۳ھ، امام فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی المعروف بہ قاضی خان متوفی ۵۹۲ھ اور امام محمد بن احمد القاسمی الجندی نے کی ہے۔ ان تمام شروح اور کتب کا تذکرہ کشف الظنون (ص ۴۶، ۴۷۔ ج ۱) میں موجود ہے۔ امام خصاف کی اس اہم ترین کتاب کی شرح جو صدر الشہید نے کی ہے۔ وہ اصل متن کی طرح خود نہایت قیمتی ذخیرہ ہے۔ اس کے مختلف قلمی نسخے دنیا کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں۔ خوش قسمتی سے اس کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ خدا بخش بانکی پور پٹنہ میں بھی موجود ہے جس سے استفادہ کا موقعہ اس حقیر کو حاصل ہوا۔ اور نہایت مسرت کی بات ہے کہ شیخ محی ہلال السرحان نے اس کتاب کو پوری تحقیق کے ساتھ ایڈٹ کیا اور اسے محکمہ اوقاف عراق نے شائع کیا ہے۔

۵۔ ادب القاضی والقضاء لابی المہلب ہیثم بن سلیمان القیسی۔ فرحات الدشراوی نے ایڈٹ کیا ہے اور تیونس میں ۱۹۷۰ء میں یہ کتاب طبع ہوئی ہے۔

۶۔ ادب الحکام الکبیر وادب الحکام الصغیر للطحاوی المتوفی ۳۲۱ھ (روضۃ القضاۃ وطریق النجاۃ للسمنانی ۱/۱۱)

۷۔ ادب القاضی لابی حامد احمد بن بشر المروزی المتوفی ۳۶۲ھ (البصائر والذخائر للتوحیدی ۸۳)

۸۔ ادب القاضی للقدوری المتوفی ۴۲۸ھ (ہدیۃ العارفین ۱/۷۴)

۹۔ روضۃ القضاۃ وطریق النجاۃ لعلاء الدین علی بن محمد الرحبی السمنانی المتوفی ۴۹۹ھ یہ کتاب ڈاکٹر صلاح الدین الناہی کی تحقیق کے ساتھ مطبعۃ اسعد بغداد سے ۱۹۷۰ء میں طبع ہو چکی ہے۔

۱۰۔ ادب القاضی لعمر بن شمس الائمہ بکر بن محمد بن علی الزرنجری۔ عماد الدین ابوبکر البخاری متوفی ۵۴۸ھ (ھدیۃ العارفین ۱/۷۸۵)

۱۱۔ فصول الاحکام لاصول الاحکام لابی الفتح عبدالرحیم بن ابی بکر ابن عبدالجلیل المرغینانی (متوفی بعد

۱۶۵ھ)۔

۱۲۔ادب القاضی لابی العباس احمد بن ابراہیم السروجی متوفی ۷۱۰ھ۔

۱۳۔لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام لابی الولید ابراہیم بن محمد المعروف بابن الشحنہ المتوفی ۸۸۲ھ۔یہ مشہور کتاب ہے جو معین الحکام کے ساتھ بار بار طبع ہو چکی ہے۔اس حقیر نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے

۱۴۔معین الحکام فیما یتردد بین الخصمین من الاحکام للامام علاء الدین ابی الحسن علی بن خلیل الطرابلسی الحنفی القدس الشریف المتوفی ۸۴۴ھ(ہدیۃ العارفین ۷۳۲/۱)مشہور اور متداول کتاب ہے۔جو علامہ ابن فرحون مالکی کی کتاب تبصرۃ الحکام کے طرز پر فقہ حنفی کی روشنی میں لکھی گئی ہے جس میں امام قرافی نیز دیگر فقہاء سے بلالحاظ اختلاف مسلک استفادہ کیا گیا ہے۔معین الحکام ان کتابوں میں سے ہے جن سے اس حقیر نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔فجزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین۔

۱۵۔الفواکہ البدریہ لبدرالدین محمد بن المعروف بابن الغرس المصری المتوفی ۹۳۲ء ابن الغرس محقق عالم ہیں ان کی یہ کتاب اپنی شرح المجانی الزہریہ کے ساتھ مطبعۃ نیل مصر سے شائع ہو چکی ہے۔خصوصیت کے ساتھ شامی نے اس کتاب کے بہت سے حوالے دئے ہیں۔

۱۶۔روضۃ القضاۃ فی المحاضر والسجلات،لمصطفی بن محمد الرومی المتوفی ۱۰۹۷ء۔

۱۷۔ادب القاضی لاحمد آفندی بن روح اللہ الانصاری۔

۱۸۔ادب القضاۃ لکامل المنلی۔یہ کتاب ۱۸۵۱ء میں قسطنطنیہ سے طبع ہوئی۔

۱۹۔صنوان القضاء وعنوان الافتاء لمحمد بن اسماعیل الاسقورقانی الخطیب۔اس کتاب کا قلمی نسخہ مکتبہ خدابخش بانکی پور پٹنہ میں محفوظ ہے۔غالباً ہندوستان میں اس موضوع پر لکھی گئی پہلی کتاب ہے۔بلکہ ہندوستان میں لکھی جانے والی فقہ کی قدیم ترین کتب میں سے ایک ہے۔مصنف نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ انھوں نے یہ کتاب جامع مسجد دہلی میں بیٹھ کر ۶۴۲ھ میں مکمل کی۔ظاہر ہے کہ قدیم دہلی کی جامع مسجد مراد ہوگی مغلیہ عہد کی جامع مسجد نہیں۔اس لئے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی باضابطہ حکومت غلاموں کے خاندان

سے شروع ہوتی ہے۔جس کا بانی قطب الدین ایبک ہے۔خاندان غلاماں کی حکومت ۶۰۲ھ مطابق ۱۲۰۶ء سے شروع ہوکر ۶۸۹ھ مطابق ۱۲۹۰ء تک جاری رہتی ہے،قطب الدین ایبک نے ہی مسجد قوۃ الاسلام کی بنیاد ڈالی ہے۔جس کا ایک مینارہ قطب مینار ہے۔دہلی کے تخت پر التمش کے عہد زریں کے بعد تھوڑے عرصہ کے لئے رکن الدین،رضیہ سلطانہ اور معزالدین بہرام تخت نشین رہے۔سلطان علاء الدین مسعود ۶۳۹ھ سے ۶۴۴ھ تک اور مشہور ولی صفت سلطان ناصر الدین محمود ۶۴۴ھ سے ۶۶۴ھ تک تخت نشیں رہے۔۶۴۲ھ میں ہمارے عماد الحق والدین ابوالحامد محمد بن محمد اسماعیل الخطیب الاسقور قانیؒ نے اس کتاب کو مکمل کیا،ان کی وفات ۶۴۶ھ میں ہوئی۔مصنف کے حالات کی تفصیل کے لئے دیکھئے نزہۃ الخواطر ۱/ ۲۲۶۔اس کتاب اور مصنف کا تذکرہ اسماعیل باشا بغدادی نے ہدیۃ العارفین میں (۱/ ۱۲۲) اور ایضاح فی الذیل علی کشف الظنون ۱/ ۱۷ میں کیا ہے۔

اردو میں کوئی کتاب خاص اس موضوع پر میری معلومات کی حد تک نہیں لکھی گئی ہے۔البتہ دارالمصنفین نے مولانا عبدالسلام ندوی کی ایک مختصر کتاب اس موضوع پر شائع کی تھی جس میں فقہی کم اور تاریخی بحث زیادہ ہے۔

حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانیؒ (متوفی ۱۹۷۳ء/ ۱۳۹۳ھ) فقہ اسلامی کے بڑے شناور تھے۔اور تحقیق میں ان کا خاص مقام تھا۔حضرت مرحوم نے ایک کتاب آداب قضاء کے موضوع پر لکھی۔قضاء کے تعارف اور قضاۃ کی تاریخ سے متعلق بعض مقالات مولانا سید منت اللہ رحمانی دامت برکاتہم نے بھی تحریر فرمائے ہیں۔جنھیں مکتبہ امارت شرعیہ نے ''قضاء کی شرعی وتاریخی حیثیت،، کے نام سے طبع کرا کر شائع کیا ہے۔

قدیم کتب فقہیہ کے اردو تراجم پر جو کام پاکستان میں ہورہا ہے۔اس ذیل میں ایک کتاب ''ادب القاضی،، شائع ہوئی ہے۔جس میں قدیم کتب فقہ کے بڑے ذخیرہ کا اردو ترجمہ عنوانات کے ساتھ مرتب کردیا گیا ہے۔کتاب مفید اور لائق مطالعہ ہے۔یہ کتاب ادارۂ تحقیقات اسلامی (جامعہ اسلامیہ) اسلام آباد نے شائع کی ہے۔

☆ اولئک کالانعام بل ھم اضل گاوان وخران بار بردار...... بہ ز آدمیان مردم آزار☆